سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۸/۳)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب } ایڈیٹرز
بیتھ منزل۔ وارث روڈ۔ لاہور
پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب
ایم۔ اے (ایمپرس روڈ لاہور) مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے
اور مضامین و اشتہارات
برای اندراج بنام ایڈیٹر
ارسال فرماکر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۵ اگست ۱۹۲۴ء	نمبر ۳۳

مذہب اور سائنس

نمبر پنجم

فضیلت مذہب الٰہی

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ۔ لودیانوی)

سائنٹیفک دُنیا میں مسٹر ہربرٹ سپنسر کی سند بلاچون وچرا تسلیم کیجاتی ہے اس لئے اب اُس کے خیالات کا نہایت اختصار سے ذکر کیا جاتا ہے۔ اُس نے اپنی معرکتہ الآرا تصنیف فسٹ پرنسپلز میں جس میں اُس کے فلسفۂ ترکیبی کے اُصول موضوعہ مذکور ہیں۔ ایک فصل سائنس کے انتہائی خیالات کی وقف کی ہے۔ اس میں اُس نے ظرف زمان ومکان (ٹائم اینڈ سپیس) مادہ۔ حرکت۔ قوت اور شعور کو مسائل لاینحل تسلیم کیا ہے۔ حالانکہ اس نامور فلاسفر کے مداحوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اس سے بڑا حکیم اور عالم کوئی نہیں گذرا جس نے بنی آدم کے تین چار ہزار علمی معلومات کو اپنے ذہن نشین کرکے اُصول وضع کئے اور اُنہیں ترتیب وترکیب دی۔ پھر بھی اُس نے بعض خیالات کو آخری اور مطلق قرار دیا اور اُن کی نوعیت کا معمہ سُلجھانے میں اپنی مجبوری ظاہر کی۔ چنانچہ وہ ظرف اور زمان اور مسئلہ پر اپنے نرالے فلسفیانہ ڈھنگ سے بحث کرکے کہتا ہے کہ

کوئی شے ظرف سے باہر نہیں۔ زمان کے بارے میں عالم وجاہل کا معقول تجربہ ہے۔ زندگی کی تمام مصروفیتیں اسی کے تابع رہتی ہیں۔ صدی۔ سال۔ مہینہ۔ عشرہ ہفتہ۔ گھڑی۔ پل۔ وغیرہ وغیرہ سب وقت کے اجزاء ہیں۔ ہم سب وقت کی رو کے ساتھ بہے چلے جاتے ہیں۔ ہم اسی میں پیدا ہوتے۔ پرورش پاتے۔ رہتے سہتے۔ چلتے پھرتے اور زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور آخرکار اسی میں غائب ہو جاتے ہیں۔ کوئی نہیں بتا سکتا کہ یہ کیا ہے؟ عالم۔ فیلسوف حکیم۔ دانا۔ سب اسے معمہ لاینحل قرار دیتے ہیں۔ زمان کب سے ہے؟ اور اُسکی کب انتہا ہوگی؟ عقل انسانی اس کا جواب دینے سے قاصر ہے۔ ظرف زمان کی طرح ظرف مکان بھی لاینحل ہے۔ ظرف مکان کا معمہ بھی ظرف زمان سے وابستہ ہے۔ گویا اسی کا توام بھائی ہے۔ ظرف کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ اور کہاں ختم ہوتا ہے؟ اور کہاں تک پھیلتا ہے؟ مادہ بغیر ظرف کے رُک نہیں سکتا۔ کیونکہ خلا محال ہے۔ تو کیا محدود بھی غیر محدود ہے۔ اگر ظرف اس سے خالی ہے تو ہمیں اپنی حرکت کا اندازہ کیسے ہو۔ ظرف کے بغیر یہاں اور وہاں کا امتیاز کیسے ہو؟ ظرف کا راز انسان کی عقل اور کوشش سے بہت دور ہے۔ کیمسٹری کے عالم انسان کو عالم صغیرہ قرار دیتے ہیں۔ مادہ کا ایک ادنےٰ ذرہ بجائے خود ایک پیچیدہ دُنیا ہے جس کے اندر بننے اور بگڑنے کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ الغرض ظرف کے بغیر موجودات کی ہستی **محال** ہے۔ عالم مرئی ظرف کے بغیر ناممکن ہے۔ لیکن آیا ظرف حادث ہے یا قدیم؟ اس کی ماہیت وحقیقت کیا ہے؟ سائنس کے پاس اس کا کوئی جواب **نہیں** ہے۔

ہندسہ کا مسئلہ بھی ظرف مکان وزمان کا مساہم ہے۔ اس کے بغیر تخیل بیکار ہے

عالم کے وجود کی شرط لازمی اسی سے وابستہ ہو۔ ایک برابر ایک کے ہے اور دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ یہ تو مکتب کے ننھے ننھے بچے بھی جانتے ہیں۔ مگر اس کی اصلیت سے بڑے سے بڑا عالم بھی واقف نہیں اور نہ کوئی ہو سکتا ہے۔ تمام زمین سے لیکر بعید ترین ستارگان آسمانی تک حاوی ہو گو علماء نے اندازہ کے لئے اعداد مقرر کئے ہیں۔ مگر اُن کی اصلیت سے وہ بالکل بے بہرہ ہیں **حکیم فیثا غورث** نے اسے مبدائے عالم قرار دیا ہو۔ الغرض جب ہندسہ کی قدرت۔ ماہیت اور قوتِ محقق پر غور کیا جاتا ہے تو انسان کی عقل چکر میں آ جاتی ہے اور عقل کے پاؤں لڑکھڑانے لگتے ہیں اور ذہن میں زلزلہ آ جاتا ہے۔ بیچارے انسان ضعیف البنیان کی عقلی کمزوری اس سے بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ پس اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ظرف زمان و مکان (ٹائم اور سپیس) اور ہندسہ کا ادراک **ناممکن** ہے۔ جو علم ہمیں ان کی بابت حاصل ہے۔ اس پر غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ہم محض نادان ہیں اور اُن کی بابت کچھ بھی نہیں جانتے۔ ان کے وجود خارجی پر ہمارا جو اعتقاد ہے اُس سے ہم کو انکار نہیں اور وہ طبعی بھی ہے۔ مگر ہم اس کی توجیہہ نہیں کر سکتے۔ برعکس اس کے اگر کوئی اور خیال پیش کیا جاوے تو اس سے نامعقولات کے انبار میں اضافہ ہوگا جس سے کچھ حاصل نہیں (اصولِ آولیہ صفحہ ۴ مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۹۰۴ء ولیمز اینڈ نارگیٹ کمپنی)

مادہ پر مختلف پہلوؤں سے بحث کر کے جس کے دوران میں نامور حکماء اور علماء کے خیالات پر تنقیدی اور حکیمانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مادہ بھی ظرف زمان و مکان کی طرح مافوق الفہم ہے۔ اس کی انتہائی ماہیت کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا جو چاہو اس کی بابت نظریہ قائم کرو۔ مگر ہم اجماع ضدین اور نقیضین سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے (اصول آولیہ صفحہ ۵۰)

حرکت پر محققانہ نگاہ ڈالتا ہوا کہتا ہے کہ چاہے اُس پر مادہ اور ظرف کے باہمی تعلق کے لحاظ سے غور کرو یا سکون سے۔ مگر حرکت کا پہچاننا ناممکن ہے۔ اس کے جوہر کے ادراک کے خواہ کتنا ہی استدلال کرو مگر ہم مشکلات سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اور نہ ہم ناممکن اور نہایت نامعقول خیالات قائم کئے بغیر رہ سکتے ہیں (اصول اولیہ صفحہ ۶۳)

قوت کی نسبت سپنسر کہتا ہے۔ قوت کیا ہے؟ اس کی نسبت کوئی خیال قائم کرنا محال ہے۔ اس کا عمل اور اثر دوسرے اجسام پر کس طرح ہوتا ہے! ہم اس کے متعلق بھی کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتے۔ یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے (اصول آولیہ صفحہ ۶۴)

شعور یعنی شخصیت کے بارے میں کہتا ہو کہ شخصیت جس سے ہر فرد بشر واقف و آگاہ ہے اور جس کے وجود کو وہ بلاشک و شبہ یقینی سمجھتا ہو ایک ایسی شے ہے کہ جس کی بابت ہم کچھ نہیں جان سکتے

پھر ہربرٹ سپنسر اپنی اسی بے عدیل و نظیر کتاب فسٹ پرنسپلز (اصول آولیہ) کے صفحہ ۳۰ لغایت ۳۶ میں کائنات کی ابتداء پر بحث کرتا ہو اور کہتا ہے کہ کائنات کی ابتداء کیونکر ہوئی؟ اس کے متعلق مذہب یہ کہتا ہے کہ کسی خارجی قوت یعنی خدا نے پیدا کی ہے۔ فلسفۂ وجود (پنتھی ازم) کہتا ہے کہ عالم اپنا آپ خالق ہے۔ سائنس کہتا ہے کہ کائنات خود بخود موجود ہے۔ پھر وہ مذہب اور فلسفہ پر اعتراضات پیش کر کے کہتا ہے کہ کیا اب یہ سمجھنا چاہیے کہ عقیدۂ سوم یعنی سائنس کی رائے قطعی صحیح ہو؟ ہرگز نہیں اس پر بھی وہی اعتراضات عائد ہوتے ہیں۔ جو مذہب اور فلسفہ کے عقائد پر ہوتے ہیں۔ اگر یہ کہو کہ کائنات خود بخود موجود ہے۔ یعنی قائم بالذات ہے تو ایک ایسی شے کا تصور جس کی کوئی علت نہ ہو۔ اس لئے اُس کا آغاز بھی نہیں خارج از قیاس ہے لامتناہی زمانِ ماضی کا تصور اول تو محال ہے۔ لیکن اگر فرض بھی کر لیا جائے تب بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ایک چیز ہمارے سامنے اس وقت موجود ہے۔ ہم نے دریافت کر لیا کہ یہ چیز ایک گھنٹہ پہلے یا ایک دن یا ایک سال پہلے بھی موجود تھی کیا ہمارے اس دریافت کر لینے سے اُس شے کے وجود میں آنے کی کیفیت سمجھ میں آگئی؟ اب خیال کو وسعت دو۔ اور ایک سال سے بڑھتے بڑھتے لامتناہی زمانہ کی سرحد میں قدم رکھو عقدہ ویسا ہی لاینحل رہتا ہو۔ بعض اشخاص کا یہ خیال کہ کائنات خود بخود موجود ہے نہ صرف بعید از قیاس ہو بلکہ اگر فرض بھی کریں تب بھی یہ مسئلہ کہ کائنات کا آغاز کس طرح ہوا؟ حل نہیں ہوتا (اصول اولیہ صفحہ ۳۱ و ۳۲)

پھر وہ لکھتا ہے کہ ماہیت اشیاء سے ہم بالکل ناواقف ہیں۔ نہ ہم کو آغاز کی خبر ہو نہ انجام کی زیادہ سے زیادہ سائنس یہ کہہ سکتا ہے کہ مادہ کائنات اول حالتِ منتشرہ میں تھا لیکن پھر بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حالت کیونکر پیدا ہوئی۔ اسی طرح مظاہر موجودات کی نیرنگی کا سلسلہ کچھ ایسا لامتناہی ہو کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ انجام کیا ہوگا۔ حقیقت یہ ہو کہ علم حقیقی نہ حاصل ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے (اصول آولیہ صفحہ ۶۶ و ۶۷۔ ملخص کلامہ

فی الجملہ مندرجہ بالا کل نامور اور مشہور علمائے سائنس کے اقرارات سے صاف ثابت ہو کہ محققین بلکہ مدققین نیچر کو اس پر ہرگز ہرگز کُلّی دسترس اور عبور حاصل نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔

(باقی آئندہ نمبر میں)



نور افشاں

مطبوعہ ۱۵ اگست ۱۹۲۴ء

نسل انسانی کا ہبوط

ہمعصر پیغام صلح آجکل جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے خیالات عنوان بالا کی ذیل میں شائع کر رہا ہے۔ ہنوز دو نمبروں میں حضرت آدم کے متعلق آپ کے خیالات نکلے ہیں۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مولوی صاحب نے حضرت آدم کے گناہ پر جو خیالات شائع کئے ہیں۔ وہ حضرت مولانا مولوی پادری سلطان محمد پال صاحب کی اُس فتح کے اثر کو زائل کرنے کے لئے گئے ہیں جو اُنہوں نے جناب خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری سے کلام کرتے وقت حاصل کی تھی۔ آپ نے قرآن شریف کے الفاظ ولم نجد له عزما اور فازلهما الشیطان اور وعصیٰ آدم ربه فغویٰ کی بنا پر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ زلت وہ ہے جو بغیر قصد و ارادے کے سرزد ہو جائے۔ نسیان سے نافرمانی ہو جائے۔ تو بعض حالات میں اسکی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ حضرت آدم کے لئے وہ سزا فاخرجهما مما كانا فيه میں تھی۔ پس قرآن شریف نے آدم سے گناہ کا سرزد ہونا تسلیم نہیں کیا اسے لغزش یا زلت کہا ہے۔ نسیان کا نتیجہ بتلایا ہے۔ پھر جو کچھ اس لغزش کا نتیجہ تھا۔ اس میں نسل انسان کو قطعاً۔۔ شریک نہیں کیا (مطبوعہ ۳ اگست)

ہم کو جناب مولوی محمد علی صاحب سے ہرگز اختلاف نہ ہوتا اگر حضرت آدم کا قرآنی بیان قرآن اور بائبل میں مشترک نہ ہوتا۔ ہم مسیحی ہرگز بائبل کے بیانات کی غلط تاویلات دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتے۔ اس لئے ہم پھر اپنے قابل فخر جناب مولوی سلطان محمد پال صاحب کو تکلیف دینگے کہ اگر اُن کو فرصت ہو تو امیر احمدیہ جماعت کی اصلاح فرمائیں۔ ہمارے نزدیک جناب مولوی محمد علی صاحب نے حق کو چھپانے کی کوشش فرمائی ہے۔

آریہ سماج کی شدھیاں

ہمیں آریہ دوستوں کی کوششوں کو دیکھ کر ہمیشہ خوشی ہوتی رہی کہ یہ بندگان خدا بھی کسی نہ کسی خیال سے ہندو قوم کی بگڑی حالت کے سدھارنے میں ساعی ہیں۔ ان کی شدھی کی کوشش ایک حد تک اچھی ہے جس سے آنے والے زمانے میں اچھے نتیجے نکلنے کی امید ہے۔ یہ ہندو قوم گویا تو اسلام کے لئے یا مسیحیت کیلئے تیار کر رہے ہیں۔ مگر ہم نے اس بات کو کبھی خوش اعتقادی کی نظر سے نہیں دیکھا کہ ہمارے آریہ دوست شدہ مسیحیوں کو اشدھ کریں۔ پر ہمارے دوست مسیحیوں کو اشدھ کرنے کی کمال کوشش کر رہے ہیں۔ اُن کے ہر ایک اخبار میں دو چار مسیحیوں کے اشدھ کرنے کی خبر نکلتی ہے مسیحیوں کو اپنی حفاظت کی فکر کرنا چاہئے۔ مسیحیو! اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو جلد خواب غفلت سے جاگو۔ کچھ اپنے اور عزیزوں کے بچانے میں کر دکھاؤ۔ زمانہ کا مطالبہ عمل کا ہے۔ صرف عقائد سے کسی کی تسلی نہیں ہوتی ہے۔

ہندی مسیحیوں کی تنظیم

ملک ہند ہندو مسلمانوں کی ملکیت ہے جنکی مجموعی آبادی ۲۰ کروڑ کے قریب ہے۔ ہندی مسیحی انہیں با وقار اقوام کے فرزند ہیں جو مسیحیت قبول کرنے کے باعث اپنی اقوام سے الگ ہو چکے ہیں۔ ان کثیر آبادی کی اقوام میں جو بر اعظم ہند کی مالک و مختار ہیں مسیحی افراد ملک کے شمال و جنوب میں اور مشرق و مغرب میں ایسے بکھرے پڑے ہیں کہ اُن کی جدا گانہ ہستی کا نمود و ظہور ہی نہیں ہے۔ ہندو مسلم اقوام اپنی تنظیم پر کمربستہ ہیں۔ اشاعت دین میں مصروف ہیں مسیحی جو آجتک مشنری خدمات کے پھل ہیں۔ ہر کہیں اُن کے زیر اثر ہیں۔ اس پر کوڑھ میں کھاج یہ ہے کہ وہ طبعاً ہندی نفاق کے وارث ہیں۔ فرقہ بندیوں کے عاشق ہیں وہ اپنی آبائی اقوام کے مقابل نہ تو اپنا جماعتی وجود بنانا چاہتے ہیں۔ نہ جماعتی ہستی کے لئے کوشش کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی جس قدر کوششیں آج تک ہوئی ہیں وہ قریباً سخت محدود اور کاغذوں پر لکھی ہوئی محض اسرار ہیں جو کبھی عمل میں نہیں آئی ہیں۔ ہمارے آسودہ حال مسیحی اور ہمارے پڑھے لکھے اصحاب جو ہر روز کم ہیں زیادہ تر حال مست ہیں۔ ہم نہایت ادب سے معزز مشنری صاحبان اور معزز ہندی مسیحی صاحبان کی توجہ مسیحیوں کی تنظیم کی طرف مبذول کراتے ہیں کہ وہ ہند کے جملہ مسیحیوں میں جلد رشتۂ اتحاد کو قائم کرنے میں کوشاں ہوں۔

کرسٹ آشرم

مسیحی اخبارات میں ایک عرصہ سے کرسٹ آشرم کا ذکر ہو رہا ہے۔ مسٹر الفریڈ تندی نے سخت قیود کے ساتھ کرسٹ آشرم قائم کرنے کے لئے بیس ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا جس پر اب تک سے دے ہو رہی ہے۔ آشرم پسند اصحاب کی تجویز یہ ہے کہ ایک دفعہ رقم مذکور دے کر آشرم سے ایسے درویش تیار کریں جنکو نہ تو حوائج جسمانی سے علاقہ ہو نہ انہیں سردی گرمی کے تاثرات کا اندیشہ ہو۔ وہ انسان کی جملہ ضروریات زندگی سے خالی ہو کر محض بھکشو بنکر

کام کریں کسی مسیحی یا مسیحی جماعت کو اُن کے لئے پیسہ خرچ کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ نہ وہ شادی بیاہ کے بندھنوں میں بندھیں۔ ہم اس تجویز کی وہی قدر کرتے ہیں جو معظم مدیر مخزن مسیحی نے کی ہے۔ یہ تجویز کرسچن آئیڈیل کے ہرگز موافق نہیں ہے۔

ہمارے بیمار دوست

ناظرین کرام کو علم ہے کہ مسز کیدارناتھ صاحبہ سخت بیمار تھے جن کی صحت کی ہمیں آجتک خبر نہیں ملی۔ پھر آپ نے جناب مولنا مولوی نصیر الدین صاحب نصیر کی بیماری کی خبر پڑھی۔ خدا اُن کو صحت و تندرستی بخشے اُن کی صحت کی خبر بھی اب تک موصول نہیں ہوئی۔ اب یہ خبر ملی ہے کہ پادری بی گارڈنر صاحب صفدر ملبوری بھی سخت بیمار ہیں۔ دوستان مذکور کے سوا ہمیں نور افشاں کے ایک اور دوست ڈاکٹر چودھری غلام حیدر صاحب کی طرف سے یہ افسوسناک خبر ملی ہے کہ کسی طرح سے آپ کے پاؤں پر سخت چوٹ آئی ہے جس سے آپ کو سخت تکلیف ہے چلنا پھرنا دشوار ہو گیا ہے۔ ہم جملہ ناظرین کو پھر یاد دلاتے ہیں کہ ہمارے یہ قابل فخر دوست ہماری دعاؤں میں یاد رکھے جائیں ہمیں قوی امید ہے کہ ان بزرگوں کے حال کے واقفکار اصحاب اُن کی بابت ضرور کچھ نہ کچھ خبر دیتے رہینگے۔

کرسچن میوچوئل پراویڈنٹ فنڈ لمیٹڈ

فنڈ مذکور کی پندرھویں رپورٹ بابت ۱۹۲۳ء ہماری نظر سے گذری ہے۔ پڑھکر اور جس کی ترقی کو دیکھکر ہمیں کمال خوشی حاصل ہوئی۔ ہر درجہ اور آمدنی کے اصحاب اپنے اور اپنے عزیز و اقربا کے لئے اس میں شمولیت حاصل کرکے معقول انتظام کر سکتے ہیں پنشنوں کا بندوبست فرما سکتے ہیں۔ رپورٹ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فنڈ معقول ترقی کر گیا ہے۔ اس کے نقصان کا مطلق اندیشہ نہیں۔ ۱۹۰۹ء میں اس کا سرمایہ صرف ۶۴۰۶۴ روپیہ تھا پر ترقی کرتا ہوا ۱۹۲۳ء میں ۳۹۶۰۲۰ روپیہ تک پہنچا ہے۔ ہم جملہ مسیحیوں کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی آئندہ فلاح کا خیال کرکے اس میں شمولیت کا فخر حاصل کریں۔ اس کی بابت جملہ خط وکتابت مسٹر فیض اللہ فیلڈ سکریٹری کرسچن میوچوئل پراویڈنٹ فنڈ لاہور سے کریں۔

ویدک دھرم کا تاریک پہلو

کے عنوان سے ایک اور مضمون مسٹر بھگت رام صاحب کا نذر ناظرین کیا گیا ہے۔ آپ کا طرز تحریر نہایت مہذبانہ ہے۔ آپ کی اس سے صرف یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ آپ ہندو اور آریہ دھرم کے شبہات کی آریہ دوستوں سے مرافعت کریں۔ اس خیال سے ہم نے آپ کے آریہ دوستوں تک اس مضمون کو . . . . پہنچانے کے لئے . . . درج اخبار کیا ہے۔ ہم آریہ دوستوں سے قوی امید رکھتے ہیں کہ وہ خوشی سے مسٹر بھگت رام کی تسلی فرمائینگے۔

حل الاشکال

(۲) مشکل

اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑیں

اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ متی ۱۵: ۲۴

بعض غیر مسیحی کم فہموں نے اس کلام سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یسوع مسیح کا پہلی دفعہ دنیا میں آنا صرف اسرائیل کے ساڑھے دس فرقوں کی تلاش کے لئے تھا۔ جو کھو چکے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کشمیریوں کو اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں بنا کر یسوع مسیح کو کشمیر بلا کر ہمیشہ کی موت مار کر اپنی مسیحائی کا شور مچا دیا۔ پر آؤ ہم دیکھیں کہ یسوع مسیح کے کلام کے کیا معنے ہیں؟ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں سے آپ کی کیا مراد ہے؟

۱۔ یہ تو بالکل سچ ہے کہ یسوع مسیح کا آنا قوم اسرائیل میں مقرر و محدود تھا۔ حضرت یعقوب کی جملہ اولاد اسرائیل تھی۔ پر آپ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے ایک یہوداہ تھا۔ یسوع مسیح کا آنا خصوصیت سے یہوداہ کے گھرانے سے مقرر تھا۔ وہ یہودی قوم میں یا اسرائیل قوم میں آیا کہ پہلے اس کی ضرورتوں کو پورا کرے بعد کو دوسروں کی حاجتوں کو رفع فرمائے مگر اس کے کلام سے یہ معنے نہیں نکالے جاتے ہیں بلکہ یہ بات ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہو کہ گویا یسوع مسیح غیر یہودیوں یا اسرائیلیوں کے سوا کسی اور کے لئے آیا ہی نہ تھا اور اسرائیل بھی کشمیر کے باشندے تھے۔ پھر نامعلوم وہ کنعان کے اسرائیلیوں میں کیوں آ گیا؟

۲۔ یہ بات ظاہر ہے کہ یسوع مسیح کشمیر کے رہنے والے مزاقی اسرائیلیوں میں پیدا نہ ہوا نہ اُن کے پاس آیا۔ پر وہ کنعانی اسرائیلیوں میں آیا۔ اب اس بات کو دیکھو کہ یسوع مسیح کی نظر میں یہ کنعانی اسرائیل کیسے تھے؟ وہ کھوئے ہوئے تھے یا نہیں تھے؟ اس حقیقت کو دریافت کرنے کے لئے اول تو کھوئے ہوئے درہم کی۔ کھوئے ہوئے بیٹے کی۔ کھوئی ہوئی بھیڑ کی تمثیلوں کو پڑھو۔ لوقا ۱۵: ۱-۳۲۔ دوم اسرائیل کی جن کھوئی بھیڑوں کی وہ تلاش کرنے آیا۔ اُن کو اُس نے ملک کنعان میں پایا۔ دیکھو مرقس ۶: ۳۴ متی ۱۴: ۱۳ و ۲۱ لوقا ۹: ۱۰-۱۷ یوحنا ۶: ۱-۱۳۔ سوم وہ بھیڑیں ملک کنعان کے ہی شہروں اور گاؤں میں آباد تھیں۔ یسوع مسیح نے اپنے شاگرد بھی اُن کے پاس بھیجے تھے متی ۱۰: ۵-۱۵ کیا مرزا صاحب نے یسوع مسیح کے شاگردوں کی قبریں بھی کشمیر میں





تلاش کیں؟

۳- بلاشک یسوع مسیح اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں آیا۔ پر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اُس نے کہیں یہ بات بھی ظاہر کی یا نہیں کہ میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اسرائیلی خانہ ان کی نہیں ہیں؟ اس نے صفائی سے غیر اسرائیلی بھیڑوں کی ہستی پر گواہی دی دیکھو یوحنا ۱۰: ۱۶-

۴- یسوع مسیح اسرائیل اور غیر اسرائیل کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں کام کرتا رہا- جنکو بشرط توبہ اور ایمان اپنی بھیڑیں بناتا رہا- اُس نے فرمایا کہ ایماندار کے لئے سب کچھ ہوسکتا ہے- مرقس ۱۱: ۲۲-۲۴- یہاں یہ بات دیکھنا ہو کہ یسوع مسیح نے تمام مسیحیوں سے اُن کی خدمت و اطاعت طلب فرمائی تھی- اُس نے جس کسی میں ایمان مطلوبہ پایا اُسے نہ صرف غیر اسرائیلی جان کر رد نہیں کیا بلکہ اُس کی ہمیشہ خبرگیری کی- اُس نے رومی پلٹن کے رومی صوبہ دار کا ایمان دیکھکر اس کی مدد فرمائی متی ۸: ۱-۱۳ اور لوقا ۷: ۱-۱۰- اُس نے خود سامریہ کو خدا کی بادشاہت کی خوشخبری سنائی اور اُن کو مسیحی بنایا یوحنا ۴: ۱-۴۲ اس نے خود ایمان کی بنا پر کنعانی عورت کی درخواست سنی اور اُس کی مدد فرمائی- ایسی شہادتوں کی موجودگی میں مرزا کے بانی اور آپ کے شاگردوں کا یہ اعلان کرنا کہ یسوع مسیح اسرائیلیوں کے سوا کسی کے پاس آیا ہی نہ تھا ایسا دروغ بے فروغ ہو جیسا کہ مرزا صاحب کا قرآن و حدیث سے اپنی مسیحائی کا استدلال کرنا تھا۔

۵- انجیل میں بار بار آیا ہے کہ میں جہان کا نور ہوں دیکھو خدا کا برہ جو جہان کا گناہ اُٹھائے جاتا ہے اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی متی ۲۴: ۱۴ و یوحنا ۸: ۱۲ و ۱: ۲۹ و متی ۲۸: ۲۹ مندرجہ صدر مطالب و حقائق کی موجودگی میں اگر کوئی یسوع مسیح کی عالمگیر مشن کو اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی بھیڑوں پر محدود کرے تو اُسے کیا ..... نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

ینابیع المسیحیت

گذشتہ سے پیوستہ

مسیحیت قربانی اور کفارہ ہے

آج تک دنیا میں جس قدر مذاہب و نظام و قوانین پائے گئے ہیں ان سب کو دو مذہبوں پر بانٹا جا سکتا ہے- ایک طرف تو وہ کثیر مذاہب و نظام و قوانین ہیں جو انسان کو موت سے بچنے کے لئے جدوجہد کرنا سکھاتے ہیں اس طریق عمل میں بھی لوگ مرتے ہیں- کثرت سے مرتے ہیں- ابتداء سے آج تک جو بادشاہتوں اور گروہوں اور قوموں میں جنگ و جدل ہوتے رہے اور آگے کو ہونگے وہ اسی اصول پر ہوئے- اس طریق عمل کی مسیحیت کے سوا باقی تمام مذاہب نے تائید و تصدیق کی تاانہوں نے جہاں انسان کو حق و صداقت کی تائید و تصدیق میں اور ہر قسم کی بطالت و گناہ کی تکذیب میں ضرور تاً مرنا تھا وہاں اسے غیر انسان چیزیں دیکر قربان ہونے یا مرنے سے بچایا- موت سے بچنے کے لئے ہر قسم کے جھوٹ سے کام لینا اور ہر ایک گناہ سے نفع اُٹھانا جائز کر دیا ہے- جس قدر دنیا میں مسیحیت کے مقابل آجکل مذاہب و نظام موجود ہیں وہ سب اسی مذہب کی مختلف صورتیں ہیں بلا شک مذہب مذکور کے ماننے والے بہت طرح سے مرتے آئے ہیں- لیکن ان لوگوں کی موت ہرگز مسیحیت کے معانی کی قربانی یا کفارہ نہیں ہے- اگرچہ غیر مسیحی مذاہب میں قربانیاں بھی ہیں پر وہ ہرگز مسیحی قربانی و کفارہ کے وصف نہیں رکھتی ہیں۔

مسیحیت کی قربانی تنگ راستہ کی زندگی ہے

یسوع مسیح نے فرمایا کہ تنگ دروازے سے داخل ہو- کیونکہ وہ دروازہ چوڑا ہے اور وہ راستہ کشادہ ہے جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور اس سے داخل ہونے والے بہت ہیں- کیونکہ وہ دروازہ تنگ ہے اور وہ راستہ سکڑا ہے جو زندگی کو پہنچاتا ہے اور اُس کے پانے والے تھوڑے ہیں"- متی ۷: ۱۳-۱۴ پس مسیحیت کے بانی کی موت و قربانی ہرگز کشادہ راہ کی زندگی اور موت کی قربانی یا کفارہ نہیں ہے- اس کی زندگی اور موت تنگ راستہ کی حقیقتیں ہیں جو اپنے مدعا اور اپنی غایت میں اس زندگی سے بالکل مختلف ہیں- جو کشادہ راستہ کی زندگی میں ظاہر کیا جا سکتا ہے

مسیحیت کے بانی کی زندگی اور موت خودکشی نہ تھی

یسوع مسیح کی زندگی کی غایت قربانی یا کفارہ کی موت تھی- وہ دنیا میں موت سے بچکر جینے اور کام کرنے نہ آیا تھا وہ دنیا میں مشکلات و مصائب سے بچکر جینے نہ آیا تھا- اس کا دنیا میں آنے کا مدعا دنیوی زندگی جینا نہ تھا نہ وہ ایسا کینہ وارانہ مقصد رکھ سکتا تھا جو ایک چیونٹی سے گرے ہوئے انسان تک کا بنا ہوا تھا- وہ دنیا میں خدا اور انسان کی محبت و عشق میں ایسی موت سے مرنے کے لئے جینے آیا ہو جو نہ صرف قربانی اور کفارہ ہو- بلکہ اس کے معلومہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی صداقت و حقانیت پر مہر خود انکاری اور خود نثاری بنجائے آلہی مذہب اور آلہی مرضی کی تکمیل کا دائمی ثبوت بنجائے کہ دنیا سمجھے کہ صرف اسرائیل کا خدا ہی حقیقی و اصلی معبود ہو جس کی عزت و عبادت میں جسکی اطاعت و فرمانبرداری میں زندگی تک قربان کی جا سکتی ہے پس ہم پہلے اس بات کو سمجھ لیں کہ یسوع مسیح کی قربانی کسی دنیا پرست یا خود پرست انسان کی موت پر مبنی نہیں نہ دنیا میں جینے کا مسیحی اصول خودکشی کا متقاضی

ہے۔ بلکہ ایسی موت سے مرنے کے لئے دنیا میں جینے کا متقاضی ہو جو خدا کی عزت و عبادت اور اطاعت و فرمانبرداری کی مثال ہو۔

مسیحیت کی قربانی یسوع مسیح کی اکمل معانی کی عبادت ہے

الٰہی مذہب کی غایت و انتہا معبود حقیقی و تحقیقی کی عبادت ہے اور عبادت کی غایت عابد کی خود انکاری ہو جس پر عابد و معبود و ملاپ کا منحصر کیا گیا ہے۔ بائبل میں کئی قسم کی عبادتیں مذکور ہوئی ہیں اُن عبادتوں کی تکمیل قربانیوں سے کی گئی ہے۔ قربانی کو عبادت کا جزو اعظم ظاہر کیا گیا ہے۔ پیدایش ۴: ۱-۸ و ۸: ۲۰-۲۲ و ۱۳: ۴ و ۱۸ و ۱۵: ۹ خروج ۸: ۲۰-۲۵-۲۶ و ۹: ۱-۱۳ و ۱۰: ۲۴-۲۶ انجیل میں آیا ہے اور جو کوئی اپنی صلیب نہ اُٹھائے اور میرے پیچھے نہ چلے وہ میرے لائق نہیں۔ جو کوئی اپنی جان بچاتا ہے اُسے کھوئیگا اور جو کوئی میرے سبب اپنی جان کھوتا ہے اُسے بچائیگا متی ۱۰: ۳۸-۳۹ و رومیوں ۱۲: ۱۰ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہی بات یسوع مسیح کی قربانی میں ملتی ہے۔ پس یسوع مسیح کی قربانی اُس کی اکمل و منتہی معانی کی قربانی ہے جو اسے کرنا تھی۔ قربان ہونے سے آپ کو کوئی بچا نہ سکتا تھا۔ کیونکہ اسی عظیم الشان خدمت کو انجام دینے کے لئے آپ زندہ رہے۔ آپنے اپنے ہی معلومہ مذہب کو مانتے ہوئے جینے کی کوشش کی آپ نے اپنی زندگی کا مناسب صورتوں میں بچاؤ کیا۔ آپ نے خدا سے اُس کی مرضی کے تابع ہو کر موت سے بچنے کی دعائیں کیں جس سے ظاہر ہے کہ گو یسوع مسیح کی زندگی کی غایت قربانی کی موت تھی مگر معانی مذکورہ کی زندگی جینے کے لئے آپ کو سخت جد و جہد کرنا پڑی جس پر آپ کی ساڑھے تین سال کی زندگی کے واقعات شاہد ہیں۔

مسیحیت قربانی ہو اور قربانی مسیحیت ہو

الٰہی مذہب اگر خدا نے بنی آدم کو اکمل صورت میں کبھی دیا تھا تو وہ بندوں سے عبادت و خود انکاری و قربانی کا متمنی تھا۔ اگر اس مذہب سے عبادت یعنے خود انکاری اور یعنے قربانی کو نکال دیا جائے تو وہ ہرگز الٰہی مذہب نہ رہیگا۔ مسیحیت کے سوا جس قدر دنیا میں دوسرے مذاہب پائے جاتے ہیں وہ اسی وجہ سے مذاہب نہیں ہیں۔ کیونکہ ان مذاہب کے بانیوں نے گمراہ انسانوں کی فطرت کی پیروی کر کے اُن سے الٰہی عبادت یعنے خود انکاری و قربانی ترک کرائی ہے اور ایسی ایسی رسومات کا نام عبادت رکھا ہے جو مضحکہ خیز ہیں۔

مگر مسیحیت کے بانی نے اپنی محبت کی عبادت و خود انکاری و قربانی سے الٰہی مذہب کی صداقت کو بچا لیا تم اُس کی زندگی پر غور کر کے دیکھو۔ اُس کی تمام زندگی کی خدمات ایک طرف خدا کی محبت میں دوسری طرف انسان کی محبت میں انجام پا رہی ہیں۔ "میں توریت و انبیاء کو پورا کرنے آیا ہوں"۔ اُس کی زندگی کا ہمیشہ اعلان رہا۔ متی ۵: ۱۷ "تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی پوری ہو"۔ اُس کی ہمیشہ عبادت و دعا رہی متی ۶، ۱: ۲۲-۳۳ "میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں (یوحنا ۱۰: ۱۵) آپ لوگوں کو ہمیشہ یاد دلاتے رہے "میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو (لوقا ۲۲: ۴۲) آپ کی زندگی کا ورد تھا صلیب پر قربان ہوتے وقت بھی آپ نے یہی فرمایا کہ "پورا ہوا" اس کلام کی روشنی میں مسیحیت قربانی اور قربانی مسیحیت بنجاتی ہے۔

کفارہ یسوع مسیح کی قربانی کا اثر ہے۔

یہ کوئی ایسی حقیقت کا نام نہیں جو یسوع مسیح کی قربانی سے جدا اور اُس کا غیر ہو بلکہ اس کی قربانی کی موت کا وہ اثر و نتیجہ ہے جو مسیحی ہونیوالوں کو خود خدا کے عابد و خود انکار و قربان بنا دیتا ہے۔ ہم نے پیشتر دیکھا کہ یسوع مسیح نے لوگوں کو ہمیشہ یہ کہکر مسیحی ہونے کی دعوت دی کہ جو کوئی اپنی صلیب نہ اُٹھائے اور میرے پیچھے نہ چلے وہ میرے لائق نہیں۔ متی ۱۰: ۳۸ پھر فرمایا کہ اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہولے۔ متی ۱۶: ۲۴

یہاں اور اسی قسم کے دوسرے مقامات میں یسوع مسیح نے مسیحی بننے والوں سے صلیب برداری اور خود انکاری کا صفائی سے مطالبہ کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اسرائیل میں ایسے لوگ تھے جو اس دعوت کو قبول کر سکتے تھے۔ جب تک خود یسوع مسیح قربان نہ ہوا تب تک وہ اُس کا مطلب نہ سمجھ سکے۔ اگر وہ اُس کا مطلب بھی سمجھے تو بھی وہ کامل دلی طور سے خود صلیب بردار ہو کر خود انکار نہ بن سکے پر جب یسوع مسیح کی صلیب پر قربانی ہو گئی تو اُس کے کمزور و کم علم شاگرد خود ایسے خود انکار اور صلیب بردار بن گئے جیسے کہ اُن کا اُستاد تھا۔ اُنہوں نے خود مسیحی ہونے کے معنے یسوع مسیح کے ساتھ مرنے جینے کے کئے میں مثلاً لکھا ہے۔

کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے یسوع مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اُس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا۔ پس موت میں شامل ہونے کے وسیلے سے ہم اس کے ساتھ دفن ہوئے الخ رومیوں ۶: ۳-۴۔

انجیل کی کروڑیوں آیات میں سے ایک آیت منقولہ بالا ہے جو مسیحی ہونے والوں پر مسیحیت کی قربانی کے اثر و نتائج کا بیان کرتی ہے۔ وہ نہایت صفائی سے یہ حقیقت ظاہر کرتی ہے کہ مسیحی ہونے کے معنے مسیحیت کی قربانی کے اثر سے مسیحی کا خود خدا کے لئے نذر و نیاز بننا ہے۔ خود انکار و قربان ہو جانا

عابد و پرستار بنتا ہے۔ پس مسیحی کفارہ تائب و ایماندار مومن کو یسوع مسیح سے موافق و مطابق بنانے کا اثر پیدا کرتا ہو اور یہ سب کچھ ایماندار کی رضا و رغبت کے ساتھ ہوتا ہے۔ لہذا جہاں مسیحیت کا قربانی ہونا ایک لازمی بات ہے وہاں مسیحیت کے اثر کا کفارہ ہونا بھی لابدی ہے جس سے الٰہی مذہب کے دوست انکار نہیں کرسکتے ہیں

مہاتما گاندھی اور آریہ سماج

(شری مان لالہ لاجپت رائے جی کے قلم سے)

آریہ گزٹ مطبوعہ ۶ اگست میں عنوان مذکورہ کی ذیل میں شری مان لالہ لاجپت رائے جی نے مہاتما گاندھی اور مسیحیوں اور مسلموں کے مقابل آریہ سماج اور اس کے بانی کی جو صفائی پیش کی ہے وہ ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے درج اخبار کرتے ہیں جس میں اس بات کا اعتراف کرتا ہو کہ آریہ مت کی حمایت میں لالہ لاجپت رائے جی کا میدان تحریر میں نکلنا آریہ دوستوں کی سخت مشکل کے لاحل ہونے پر دلالت ہے۔ مہاتما گاندھی کے لگائے ہوئے زخموں کے گہرے ہونے کی دلیل ہو۔ ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ پنجابی آریہ دوستوں کے مشہور لیڈر ان زخموں پر کس طرح مرہم پٹی کرتے ہیں؟ ہماری سمجھ میں لالہ جی نے آریہ سماج کے زخم کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ خود ناظرین کرام لالہ صاحب کی تحریر ملاحظہ فرمادیکھیں۔ ایڈیٹر

میں ۱۸۸۲ء کے نومبر میں آریہ سماج کا ممبر بنا اور ۱۹۲۰ء میں میں نے اپنا تعلق ایک گونہ علیحدہ کرلیا۔ میں صدق دل سے یہ مانتا ہوں کہ آریہ سماج نے جو احسانات مجھ پر کئے وہ بیحد ہیں اور میری گردن ہمیشہ ان احسانات کے نیچے دبی ہوئی رہیگی۔ آریہ سماج نے مجھے بنایا۔ مجھے تعلیم و تربیت دی مجھے پبلک کام کرنے کے لائق بنایا۔ مجھے کام کرنے کے موقعے دیئے اور اس کے راستے بتلائے۔ میں اب بھی آریہ سماج کے اصولوں کو مانتا ہوں۔ گو اُن کے وہ معنے نہیں کرتا جو اکثر آریہ سماجی کرتے ہیں اور اسی لئے میں نے آریہ سماج کے نظام سے اپنا تعلق ہٹا لیا۔ میں اپنے ۴۰ سال کے اندرونی تجربے سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ مہاتما گاندھی نے آریہ سماجیوں پر جو نکتہ چینی کی ہو وہ ان کی محبت پر دلالت کرتی ہو۔ اس میں بہت کچھ سچائی ہو اور سارے آریہ سماجیوں پر واجب ہو کہ بجائے خفگی کے ریزولیوشن پاس کرنے کے شانتی و ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں۔ مہاتما گاندھی نے سوامی دیانند کے متعلق جو کچھ لکھا ہو اُس سے مجھے پورا اتفاق نہیں اور نہ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہندو اور مسلمانوں کی کشیدگی کے اسباب ظاہر کرنے میں مہاتما گاندھی نے پورے انصاف سے کام لیا ہو۔ مگر یہ امر دیگر ہے۔ اس وقت مجھے صرف اس حصہ سے واسطہ ہو جس میں مہاتما جی نے آریہ سماج یا آریہ سماجیوں اور سوامی جی کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ میری رای میں اس سوال پر ٹھنڈے دل اور شانتی سے اس واسطے بھی غور کرنے کی ضرورت ہو کہ آریہ سماج نے جو خدمت ہندو دھرم اور ہندو سماج کی کی ہے وہ ہندو دھرم کی تاریخ میں بے مثال ہے اور ہندو سماج اور ہندو دھرم کو آریہ سماج کی اب بھی از حد ضرورت ہو۔ آریہ سماج نے جس وقت جنم لیا اس وقت مہاتما گاندھی ابھی ۸ یا ۹ سال کے بچے تھے اور اس کے بھی بہت مدت بعد تک اُنہوں نے ہندو دھرم کے لئے کوئی خاص کام نہیں کیا تھا۔ مہاتما گاندھی اپنے وقت کے مہاپُرش ہیں جن پر ہر زمانہ کو ہر قوم کو ہر ملک کو بجا طور پر فخر ہوسکتا ہو۔ انسانی تاریخ میں جو مہاپُرش ہوئے ہیں اُن کی فہرست میں مہاتما گاندھی کا درجہ نہایت بلند ہے اور ہندو دھرم کو اور ہندو سماج کو بجا طور پر اس بات کا فخر ہے اور رہیگا۔ لیکن اس کے معنے نہیں ہیں کہ مہاتما گاندھی غلطی سے مبرا ہیں اور مکمل انسان ہیں۔ میری رائے میں دنیا میں کوئی شخص مکمل ہُوا اور نہ ہوگا۔ میں مہاتما گاندھی کو بجز من الخطا یا غلطی سے مبرا یا مکمل انسان نہیں مانتا۔ نہ وہ خود ایسا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کے مسلمان مداح تو اُن کو ایسا سمجھ ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ہوتے سوتے وہ ان کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ مجھے مہاتما جی کی تمام رایوں یا خیالات سے اتفاق نہیں تاہم میرے دل میں اُن کے لئے اس قدر عزت ہو کہ میری رائے میں جو کچھ وہ کہیں یا لکھیں اس کو شانتی سے سننا و پڑھنا چاہئے اور شانتی سے اُس پر غور کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ ہمارے سچے دوست اور بہی خواہ ہیں۔

سوامی دیانند و مہاتما گاندھی

میں سب سے پہلے مہاتما جی کے ان خیالات پر غور کرونگا جو اُنہوں نے سوامی دیانند کی نسبت ظاہر کئے ہیں میں سوامی دیانند کو اپنا گورو سمجھ سکتا ہوں۔ مگر میں نہیں مانتا کہ سوامی دیانند مکمل انسان تھے یا اُنہوں نے کوئی غلطی نہیں کی یا وہ غلطی سے مبرا تھے۔ میری رای میں سوامی دیانند نے دلیری اور دانشمندی علمیت۔ بے غرضانہ دھرم بھاؤ اور بے نفسی کا جو نمونہ دکھایا وہ مہاتما گاندھی سے کم نہ تھا۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سوامی دیانند کو سوائے سنسکرت اور گجراتی بھاشا کے اور کوئی زبان نہ آتی تھی نہ وہ کبھی ہندوستان سے باہر گئے تھے۔ مہاتما گاندھی کو جو موقعے سفر کرنے و دیگر زبانوں کے عالموں کے خیالات سے فائدہ اُٹھانے [illegible] میں وہ سوامی دیانند کو حاصل نہ تھے۔ سوامی دیانند کو ہندی بھاشا سے بھی پوری واقفیت نہ تھی اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی ہندی تحریرات میں بہت کچھ دخل اُن ہندو پنڈتوں کا ہے جنہوں نے اُن کو اپنی ہندی کتب کے لکھنے میں مدد دی مثلاً سوامی دیانند کو وہ بھاشا جو مکا [illegible] [illegible] ۔ ۲ ۔ ایل ۔ سی کو [illegible] وہ سوامی دیانند کا [illegible]



طور پر ذمہ دار نہیں ہیں تسلیم کرتا ہوں کہ ستیارتھ پرکاش میں جو نکتہ چینی غیر مذاہب پر کی گئی ہے وہ ان مذاہب کی پوری و صحیح واقفیت پر مبنی نہیں ہے اس کے علاوہ مذہبی نکتہ چینی کے متعلق ایک اور بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہو کہ مذہب کے دو پہلو ہیں۔ ایک عام مروجہ پہلو جو جاہلوں اور عوام لوگوں میں پھیلا ہوا ہو اور دوسرا وہ اعلیٰ پہلو جو خاص فاضلوں اور عالموں و خدا رسیدہ انسانوں کا پہلو ہو۔ مثلاً عوام الناس کا اسلام مولوی رومی یا امام غزالی کے اسلام سے بہت مختلف ہے۔ اسی طرح عوام عیسائیت اس عیسائیت سے بہت مختلف ہو جس کے معتقد مہاتما اینڈریوز ہیں عوام ہندو ازم اس ہندو ازم سے بہت مختلف ہے جس کے پیرو مہاتما گاندھی ہیں یا جس کے ماننے والے سوامی وویکانند یا سوامی دیانند تھے۔ سوامی دیانند کو جو پہلو عیسائیت یا اسلام کا بتلایا گیا وہ اول الذکر تھا اور اس لئے اُن کی نکتہ چینی بھی اسی پر مبنی تھی۔ اسی طرح ہندو ازم کی نکتہ چینی سے ان کی غرض ہندو ازم کی تاریک تصویر کے دکھلانے کی تھی۔ ہندو ازم کا روشن پہلو وہ ہے جو اُنہوں نے خود اپنے سدھانتوں میں دکھایا ہے ستیارتھ پرکاش کی اصل غرض یہ تھی کہ ہندوؤں میں مذہب کے متعلق جو غلط خیالات پھیلے ہوئے ہیں ان سے ان کو بچایا جائے اور ان کو ہندو ازم کے اعلیٰ پہلو پر واپس لایا جائے۔ اس کام کو جس خوبی و جس کامیابی سے سوامی دیانند نے کیا ہے۔ وہ انہی کا حصہ تھی اور اس سے انہوں نے ہندو ازم کو بستر مرگ سے اُٹھا کر نئی زندگی کے راستہ پر ڈال دیا۔ میں سوامی دیانند کو ہندو ازم و ہندو جاتی کا انیسویں صدی کا سب سے بڑا محافظ سمجھتا ہوں۔ ہندو ازم کے پرچارکوں اور سنچالکوں کی [illegible]نگی تنظری و کوتاہ اندیشی سے ہندو ازم و ہندو [illegible] طرح بکھیرے ہوئے تھے اور

اس کے بیش بہا رتن اس میں سے نکلے جاتے تھے۔ ہندو سوسائٹی ایک عجیب کھلبلی کی حالت میں تھی۔ اس کے قالب میں سے رُوح پرواز کر گئی تھی اور وہ اپنی گری ہوئی حالت میں موت کے راستہ میں پڑی ہوئی تھی۔ سوامی دیانند نے ہندو ازم کو بیدار کر دیا۔ اس کو اُٹھا کر کھڑا کر دیا۔ آج ہندو ازم ہم کو ایسی تاریک رنگ نظر نہیں آتا جیسا کہ سوامی دیانند کے وقت تھا۔

جنوبی ہند کی سیلاب سے تباہی

جنوبی ہند کے سیلاب کی خبریں بیشتر شائع ہوتی رہی ہیں۔ اب اس کے نقصانات کی خبریں آ رہی ہیں جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ مالابار سیلاب سے ۰۰۰۰۰ مکانات تباہ ہوئے ہیں۔ سب سے زیادہ نقصان مالابار میں ہوا ہے۔ اس سے بے خانماؤں کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ دوسری خبر ہے ۰۰۰۰۵ مکانات کی تباہی کی خبر آئی ہے۔ لوگوں کی ذاتی جایداد اور مال و جان کا نقصان اس کے علاوہ ہے۔ ٹرچناپلی میں ۲۰۰۰ مکانات برباد ہوئے ہیں۔ دوسرے نقصانات کا اندازہ ابھی نہیں ہوا۔ کوئمباتور میں ۵۰۰۰ مکانات تباہ ہوئے ہیں۔ دیگر نقصانات کا ہنوز شمار نہیں ہے اور ۲۴۰۰۰ لوگ بے گھر اور بے در ہیں تنجور میں ۳۰۰۰ مکانات سیلاب کی نذر ہوئے ہیں۔ دیگر دو تعلقوں کے نقصان کا شمار نہیں۔ وہ اب تک زیر آب ہیں ۱۵۰۰۰ آدمی پناہ کے سخت محتاج ہیں۔ باقی اضلاع کی بابت اب تک معلوم نہیں۔ مدراس میسور ٹراونکور اور کوچین کے علاقوں کے سیلاب کے نقصان کا اندازہ پانچ اور دس کروڑ روپیہ کے درمیان بتلایا جاتا ہے۔

مس لن سنگ ین اخبار برانیوز کی ایڈیٹر بنی ہے۔

جنوبی ہند کے مسیحوں کیلئے امداد کی اپیل

کسی مسیحی کو اس بات سے بے خبری نہیں کہ جنوبی ہند کے جن علاقوں میں سیلاب نے تباہی مچائی ہے وہ علاقے مسیحیوں کی آبادی سے پُر تھے۔ ہندو مسلم بھائیوں نے اپنے اپنے بھائیوں کی امداد کا فوراً انتظام کیا ہے۔ گورنمنٹ مصیبت زدوں کی امداد میں مصروف ہے لیکن ہم مسیحیوں نے اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد کے لئے اب تک آواز نہیں اُٹھائی۔ اس لئے ہم ناظرین نورافشاں کے آگے مصیبت زدہ مسیحیوں کی امداد کے لئے پھر اپیل کرتے ہیں کہ درد و ارمنی مصیبت زدوں کی درد بھری آہیں سُنکر متعدد ہم اُن کی مدد میں ہاتھ بڑھاتے رہے تھے وہ اور دیگر مسیحی مسیحی ہمدردی کے مد بھرے ہاتھوں کو اپنے ہموطن بھائیوں کی امداد میں پھر ایک دفعہ بڑھائیں۔ اور اُن کو بچانے میں آگے بڑھیں جنکا جانوں کے سوا کچھ رہا ہی نہیں ہے۔ اور وہ بھی بھوک اور بیماری سے لقمہ اجل ہونے کو ہیں جو صاحبان

جنوبی ہند کے مسیحیوں کی امداد میں کچھ دے سکتے ہیں وہ مہربانی کر کے اپنی امداد پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب مینیجر نورافشاں ایمپریس روڈ لاہور کے نام روانہ کر کے مشکور فرمائیں

اس کے ساتھ ہی ہم جنوبی ہند کے اُردو خواں اصحاب سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مصیبت زدہ مسیحیوں کے حالات تحریر فرما کر ہمارے پاس روانہ فرمائیں تاکہ حقیقت معلوم ہو۔ ایڈیٹر

نورافشاں کے ناظرین نئے خریدار دینے کیلئے نہایت لاپرواہی سے کام لے رہے ہیں۔ لیکن ہم اوس نہیں ہیں بلکہ فریاد کُن رہے ہیں یہ آتی ہیں صدائیں ۔ برباد کسی شخص کی محنت نہیں جاتی



یادرفتگان

ہمارے پاس ابھی دلخراش خبر آئی ہے کہ مس ایوی ہوز کا انتقال ہوگیا ہے۔ آپ کی بیماری کی خبر رسالہ سی۔ ای میں نکلی تھی۔ آپ مسٹر ایم۔ این ہوز صاحب پبلیشر کپور تھلہ اور ایڈیٹر رسالہ سی ای کی دختر نیک اختر تھیں۔ آپ کی جدائی کا جو صدمہ والدین کو ہوا ہے اس کا اندازہ محال ہے۔ آپ کے والد ماجد خود ذیل کی عبارت لکھ کر راضی برضا کا اظہار فرماتے ہیں۔ ہم دل سے دعا کرتے ہیں کہ خداوند مرحومہ کے والدین اور عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

نوحہ

آج مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۲۰ء بوقت ½ ۸ بجے صبح مس ایوی ہوز بعمر بائیس سالہ اپنے والدین و بہن بھائیوں سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو کر اپنے آسمانی باپ کے پاس جا کر ابدی آرام میں داخل ہوگئی ہیں۔ ان کی زندگی کے حالات پھر رقم کروں گا۔ "مبارک وہ ہیں جو خداوند میں مرتے ہیں"۔ اسی نے دیا اسی نے لیا۔ اسی کا نام مبارک ہو"۔

خادم ہوز

لیجئے

ازالۂ مادہ اردو۔ آریہ سماج کے عقیدہ قدامت کی تردید۔ ہندوستان بھر میں واحد رسالہ اردو ہائی **آبحیات مسیح** کی زندگی پنجابی نظم میں قیمت ۲ر **ملکہ آستر**۔ آستر کی کتاب پنجابی نظم میں قیمت ۳ر **ملکہ آستر** منظوم گرمکھی ۳ر **موقعہ کیلئے دعا دعائیہ کتاب**۔ اردو بالکل نئی چیز ہے اردو ہائی (**نوٹ** ایک روپیہ سے کم مال کیلئے پیشگی قیمت و محصولڈاک آنا چاہیئے۔ مشنریوں اور دکانداروں کو خاص رعایت) ملنے کا پتہ

ایم۔ کے۔ خان۔ مہاں سنگھ باغ۔ لاہور

خبریں

مدراس بنگلور، کالیکٹ ۷ اگست کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہند کے سیلاب کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ ریل کی سڑکیں۔ پکی سڑکیں، پل وغیرہ ٹوٹ گئے ہیں۔ بعض دریا اب تک سیلاب خیز بہہ رہے ہیں اور بارشوں کا سلسلہ بعض جگہوں میں جاری ہو۔

این ڈبلیو ریلوے کا ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ ملتان سے خبر دیتا ہے کہ ۷ اگست کے روز ریلوے لائن شیخ اسمٰعیل اور محمود کوٹ کے درمیان کئی جگہ سے بہہ گئی۔ آمدورفت کا سلسلہ نامعلوم وقت کے لئے بند ہوگیا ہے۔

بنگال گورنمنٹ نے ایک ہزار روپیہ کا انعام اس شخص کے لئے رکھا ہے جو اس شخص کا پتہ نشان دیوے جس نے کہ ایک سرخ رسالہ شائع کیا ہے۔ جس پر سرخ بنگال کونسل کے پریذیڈنٹ کے دستخط ہیں۔

لندن ۷ وہ اگست کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ یورپ کے دول متحدہ اور جرمنی میں باہمی مفاہمت کی قوی امید ہے۔ یورپ کی یہ گتھی جلد سلجھنے والی ہے۔

میجر بڈرو زتی آجکل بذریعہ ہوائی پرواز دنیا کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ آجکل کلکتہ پہنچا ہوا ہے۔

لندن ۸ اگست کی خبر ہے کہ انگلش عورتوں نے بذریعہ ہوائی پرواز انگلینڈ کے گرد چکر لگانے کی ٹھانی ہے۔ یہ دوڑ بھی عجوبہ روزگار ہوگی۔

لندن ۸ اگست کی خبر ہے کہ ماسکر بلقان میں بغاوت کا نیا خمیر پیدا کر رہا ہے۔ یہ بات بعید از عقل بھی گئی ہے کہ موسم سرما سے پیشتر وہاں بغاوت ضرور برپا ہوگی۔

سی۔ پی میں گرے ہوئے لوگوں کو اٹھانے اور بچانے کی ہمدردی زیادہ بڑھ رہی ہے۔ صوبہ کی خوشحالی کی آمد کا نشان ہو۔

کناڈا کے صوبہ سسکت جیون میں ممانعت شراب کو دس ہزار کے مقابل بیس ہزار نے اڑا دیا۔ انگلینڈ شراب کی جبری ممانعت کا کبھی متفق نہیں ہوسکتا۔

نئی مردم شماری سے امریکہ یعنی یونائیٹڈ سٹیٹ کی کل آبادی ۱۱۲ ملین نکلی اور شہر نیویارک کی آبادی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نکلی۔

ٹراونکور ۷ اگست کی خبر ہے کہ مہاراجہ ٹراونکور سرگباش ہوگئے۔ آپ نے ۳۹ برس راج کیا۔

برودہ ۷ اگست کی خبر ہے کہ برودہ پولیس نے گجرات میں ایک سخت دیرینہ ڈاکو گرفتار کیا ہے جس نے لوگوں کے مال و جان کا بہت نقصان کیا تھا۔

رنگون ۸ اگست کی خبر ہے کہ جرمنی نے ۴۰ ہاتھی جرمنی لے جانے کے لئے خریدے ہیں (تاوان جنگ ادا کرنے کیلئے جرمنی کنگال ہو)۔

مدراس ۸ اگست کی خبر ہے کہ مسٹر ٹی۔ ایم ایدی ممبر لیجسلیٹو کونسل مدراس کونسل میں یہ رائے پیش کرنے والے ہیں کہ گورنمنٹ مدراس اس تمام جرمانہ کو معاف کرے جو بغاوت کی وجہ سے موپلوں پر کیا گیا ہے اور ساتھ ہی دس لاکھ روپیہ موپلوں کی مدد کے لئے منظور کرے تاکہ تازہ سیلاب کی تباہی سے انکو بچایا جائے۔ نہایت معقول تجویز ہے۔

مدراس ۸ اگست کی خبر ہے کہ ویرشولا نیلگری میں زلزلہ سے ۴۰ ایکڑ زمین غرق ہوگئی۔ اور ۵۰ جانوں کی ہلاکت ہوئی۔

بمبئی ۸ اگست کی خبر ہے کہ عدالت کی گستاخی کے جرم میں مسٹر این۔ سی کیلکر ایم۔ ایل۔ سی کو

۵۰۰۰ ہزار روپیہ جرمانہ ہوا اڈیٹر وندے ماترم کو ۱۵۰۰ جرمانہ ہوا مسٹر ڈی۔ وی تنگی پرنٹر پر ۱۰۰ روپیہ جرمانہ ہوا ہے۔ عبرت۔

ہوڑہ کے ایک روئی کے گودام میں آگ سے ۳۰۰۰۰ روپیہ کی روئی کے گٹھے جل گئے۔ کپڑا اور بھی مہنگا ہو جائیگا۔

ومبلی ایمپائر نمائشگاہ میں ایک چالاک شخص نے ۲۵۰ پونڈ قیمت کا موتی چرا لیا اور غائب ہو گیا اگر ایسے اعلیٰ شاہی انتظام کی موجودگی پر چور چوری سے باز نہیں رہ سکتے تو یہ لوگ آسمان میں بھی چوریاں نہ چھوڑینگے۔

ایک بھنگن مشن ہسپتال ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے سامنے اتفاقیہ ریل کے نیچے آکر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ موت لازم۔

ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ دین پناہ لکھتے ہیں کہ دریائے سندھ کی طغیانی محمود کوٹ اور گجرانی کے درمیان ۲۰ میل ایک نہر کے بند سے روک لی گئی ہے سیلاب ۵ میل تک ہے اور دریائے چناب کی طرف رواں ہے بصورت معاملات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی امید کی جاتی ہے کہ ٹرینوں کی آمد و رفت جمعہ کی صبح تک بحال ہو جائیگی۔

کڈیانہ پورہ واقعہ ضلع نادل میں زمین شق ہو گئی اور ۵۵ ایکڑ سے زیادہ اراضی جو سال میں دو مرتبہ بہت سی پیداوار دیتی تھی ریت اور چٹان کے نیچے دب گئی ہے۔

گورنر مدراس نے جنوبی ہند کے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ایک ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

سمرنا میں امسال تمباکو کی کاشت بہ نسبت گزشتہ سالوں کے کثرت سے ہے۔

اردو کتابیں

ہند میں قومیت ہندوستان میں قومی تحریک اور اس کے متعلق جو بے چینی پائی جاتی ہے اس پر ایک مفید بحث صفحہ ۲۴ - ۱ر

افلاس ہند کے قابل علاج اسباب ہندوستان کی معروفہ مفلسی کی وجوہات اور ان سے بچنے کی تدابیر صفحہ ۲۲ ۱ر

انجیل برنباس۔ اس جعلی انجیل کی زبردست اور لاجواب دلائل و حوالجات سے ایسی تردید کی ہے کہ قابل دید ہے صفحہ ۵۴۰ ۱ر ۲ پائی۔

انجیل کی کہانیاں۔ مبتدی بچوں کے لئے پہلے سال کا نصاب۔ سبق۔ سبقوں کے خاکے۔ تعلیم دینے والے اُستادوں کے لئے ہدایات وغیرہ صفحہ ۲۴۴ ۶ر

انجیل کی کہانیاں مبتدی بچوں کے لئے دوسرے سال کا نصاب۔ پہلی کتاب کی طرح یہ بھی نہایت آسان اور عمدہ کتاب ہے۔ صفحہ ۳۹۶ - ۸ر

انجیل کی منادی۔ مناروں کے لئے پادری کلمن صاحب کی ہدایات۔ منادی کا اصل الاصول۔ تیاری اور طرز و طریقہ صفحہ ۳۰ - ۱ر

انجیل یا قرآن۔ اس میں اس بات کا فیصلہ .... کیا گیا ہے کہ انسان کے ایمان اور عمل پر کون سی کتاب حکم رکھنے کے لائق ہے۔ صفحہ ۱۸۴ ۱۰ر

اصلاحِ اخلاق۔ خصائل جمیلہ و اوصاف حمیدہ سکھانے والی ڈاکٹر جان مرڈک صاحب کی کتاب کا اردو ترجمہ صفحہ ۶۰ ۲/۱ ۱ر

اصلاح حفظانِ صحت۔ حفظان صحت کے تمام ضروری قواعد اور مضرات صحت کی تشریح صفحہ ۳۱ ۱ر

اصلاح تمدن ہندوستان کو کن کن مجلسی و تمدنی خراب رسم و رواج سے بچنا اور سوشل حالت کو سدھارنے کے لئے کیا کیا کرنا چاہئے۔ صفحہ ۸۹ ۵ر

اسلام میں مسیح یعنی مسیح کے حق میں قرآن کی شہادت۔ مسیح اسرائیل۔ مسیح کی پیدائش۔ مسیح موعود۔ کلمۃ اللہ۔ روح اللہ۔ شفیع۔ بے گناہ نبی۔ معجزہ کار وغیرہ صفحہ ۴۴ - ۱ر ۶ پائی۔

اعتراض المسلمین مسیحی دین پر محمدیوں کے ۲۵۱ اعتراض اور اُن کے دندان شکن جواب صفحہ ۱۲۸ ۸ر

اسلام میں قرآن۔ قرآن کی صحت اور درستی کے متعلق چھوٹا مگر بہت مفید اور ٹھوس رسالہ صفحہ ۱۶ ۲ر

عزت بیتال۔ ایک ہندو لڑکی کے مشرف بہ مسیحیت ہونے کی عجیب و پر لطف داستان صفحہ ۱۷۶ - ۳ر سٹف ۵ر کپڑا ۸ر روغن ۸ر

ازالۃ المراء قادیانی۔ مرزا قادیانی کے اس دعوے کی تردید کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے صفحہ ۱۷ ۱ر

کتابیں منگوانے کا پتہ :-

سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور

اشتہار

مستورات اور لڑکیوں کے لئے موزے سوتی سیاہ و سفید رنگ اور دیگر رنگوں کے قیمت فی جوڑا ایک روپیہ ۲ جس نے منگانے ہوں وہ وومنس مشن انڈسٹری۔ ہری پور ہزارہ۔ این ڈبلیو۔ ایف۔ پی۔ کے مینیجر سے درخواست کریں

بمبئی کا تار ہے ڈیکمن ہربرٹ بنگرٹ قائم مقام سٹیشن ماسٹر باندرہ کو دھوکہ دہی کے جرم میں ۲۳۰۷ دوزدی ٹکٹوں کی واپسی کے معاملہ میں معاونت کرنے کے جرم میں ایک دن قید اور ایک سو ایک روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔



ویدک دھرم کا تاریک پہلو

معزز ناظرین! چند ایک ہفتے ہوئے بہت سے آریہ ایڈیٹروں۔ پنڈتوں اور سنیاسیوں کی خدمت میں ایک ٹریکٹ بعنوان "کیا وید تمام سچائی اور علوم کا خزانہ ہیں؟" چھپوا کر بذریعہ ڈاک روانہ کیا تھا اور اس میں ذیل کے چند ایک سوالات برائے غور پیش کئے گئے تھے تاکہ وہ ان کا صحیح جواب دیکر عام پبلک کو روشنی پہنچا دیں:۔

(الف) اگر وید تمام سچائی اور علوم کا بھنڈار ہیں تو کیا وجہ ہو کہ مختلف زمانوں میں لاکھوں انسانوں کا اس ویدک دھرم سے نکاس ہی نکاس ہوتا رہا اور شاذ و نادر ہی اس میں کوئی داخل ہوا ہو؟

(ب) اگر وید واقعی علوم و فنون کا خزانہ ہیں تو پھر اس ملک میں غریبی کیسے ٹھہر سکتی ہے اور پھر بہت سے آریہ پُرش غیر ملکوں میں تعلیم حاصل کرنے کیوں جاتے ہیں؟

(ج) اور اگر وید سرب ہتکاری اور عالمگیر سچائی کے منبع ہوتے تو یہ استری جاتی کے واجب انسانی حقوق کو کیسے فراموش کر سکتے؟

(د) نہ معلوم کیا سبب ہو کہ تمام سچائی اور عدل و انصاف کے مفروضہ خزانہ وید کی رُو سے کبھی کوئی ہندو عورت راج پاٹھ کے قابل نہیں سمجھی گئی؟

(ہ) اور ویدک پراہ کے جس اٹوٹ سمبندھ کے بارے میں آریہ پُرش اس قدر مبالغہ کرتے ہیں مگر بتایئے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک معمولی دھوبی کے کہنے پر مہاراجہ رامچندر جی نے سیتا جی جیسی دھرماتما نیک رانی کو بھی گھر سے باہر نکال دیا۔ اور آجکل بھی اکثر ہندو سوسائٹی کے اندر ایسے واقعات پائے جاتے ہیں؟

(و) اور جب کسی ہندو گھر میں اولاد نہ ہونے کی صورت میں متبنّیٰ کر لینے کی رسم موجود ہے تو پھر اخلاق کے گرانے والے ایسے مسئلہ نیوگ کے قائم رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

مگر افسوس ہے کہ ابھی تک آریہ وِدوانوں کی طرف سے ان سوالات کا کوئی جواب نہیں ملا۔ حالانکہ انکی طرف سے ہر جلسے میں یہ اعلان مشتہر کیا جاتا ہے کہ ؎

نقارہ دھرم کا بجتا ہے آئے جس کا جی چاہے
صداقت وید اقدس آزمائے جس کا جی چاہے

اُن کی ایسی لگاتار خاموشیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعلان اکثر اوقات سادہ لوح [illegible] کو اپنے پیچھے لگائے رکھنے کے لئے ہی ہے اور شائد ہے کہ وہ اس کو ایک بلا سمجھ کر یونہی ٹال دینا چاہتے ہیں۔ یا شائد وہ کوئی جواب سوچ رہے ہوں۔ اور اگر ایسا ہو تو ذیل کی دو چار باتیں اسی سلسلہ میں اور شامل سمجھی جائیں۔

(۱) اور آریہ پُرش خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہزاروں اور لاکھوں برسوں کے بعد صرف ایک سنیاسی شری سوامی دیانند سرسوتی جی ہی موجودہ زمانہ میں ویدوں کے سمجھنے والے پیدا ہوئے ہیں اور انہوں نے چار ویدوں میں سے تقریباً دو ویدوں کا ترجمہ بھی کر دیا۔ اور پچاس ساٹھ سال سے آریہ سماجیں بھی ویدوں کی مزید تحقیقات کر رہی ہیں۔ اور گروکل کانگڑی سے بھی ہر سال ویدوں کے جاننے والے وِدوان سناتک نکلتے ہیں۔ مگر باوجود اس گہری پڑتال کے افسوس ہے کہ کوئی بھی بے چاری مستورات کے واجب انسانی حقوق کو ان ویدوں سے ثابت نہیں کر سکا پھر بتایئے یہ ویدوں کا پکشپات نہیں تو اور کیا ہے؟

(۲) اور زیادہ افسوس یہ ہے کہ خود سوامی جی مہاراج یا کوئی اور آریہ وِدوان ان ویدوں سے کوئی اعلیٰ چیز علم و ہنر کے متعلق پرگٹ نہیں کر سکے اور نہ ہی ویدوں کے اس پیچیدہ گورکھ دھندہ کا کسی کو اب تک ٹھیک پتہ لگتا ہے۔ نہ کہیں مضمون کا سلسلہ ہے اور نہ ہی اُن کے معنوں اور مطلب کا کوئی قاعدہ مقرر ہے اور نہ ہی خود آریہ وِدوانوں کو اُن کے معنوں میں اتفاق ہے تاہم ہر ایک آریہ بچے سے لیکر بڈھے تک وید ہی وید پکارتا ہے۔ پھر یہ [illegible] نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ کروڑہا [illegible] اور ہندو ایسے ہیں اور ہو گئے جنہوں نے نہ کبھی ان ویدوں کو خود پڑھا۔ نہ کبھی کانوں سے سُنا۔ نہ کبھی آنکھوں سے دیکھا۔ نہ ہی کبھی ہاتھ سے چھوا۔ در اصل یہی معلوم پڑتا ہے کہ بہت قدیم زمانہ کی بالکل پیچیدہ اور عام دنیا کی نگاہ سے پوشیدہ ان دھرم پستکوں کو آریہ لوگوں نے اپنی مذہبی خانہ پُری کے لئے الہامی ہی قرار دیا ہو تاکہ کوئی خواہ ساری عمر ہی کھوجنا کرتا ہوا کھپ جائے اور پھر بھی ویدوں کی اصلیت کا اُسے کچھ بھی پتہ نہ لگ سکے۔

(۳) اور دیکھئے ستیارتھ پرکاش کے چوتھے سملاس میں سوامی دیانند سرسوتی جی لکھتے ہیں کہ تعلیم حاصل کر چکنے کے بعد جب لڑکا اپنے گھر کو واپس آئے تو اُسے ایسی عورت کے ساتھ بیاہ کرنا چاہئے کہ جس اور ستھن کے تاثیہ جس کی چال ہو بسر گھنگھرو کیش اور دانت گیت ہو اور جس کے سب انگ کومل ہوں۔ سوامی دیانند جیسے سنیاسی کی طرف سے لڑکوں کے لئے تو ایسی ہدایتوں کا دینا اور دوسری طرف ایسی عورتوں کے لئے جو [illegible]
پر ایسی جسمانی خوبصورتی نہیں رکھتیں [illegible]

خوبیاں زیادہ رکھتی ہوں۔ اُن کے لئے سوامی جی مہاراج کی طرف سے کوئی ذکر نہ ہونا اور نہ ہی اُن کے لئے کوئی راہ بتانا۔ یہ سراسر بے چاری سیدھی سادی نیک مستورات پر ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ اور ایسے ہی اُپدیشوں کے زیر ہو کر بہت سے ہندو مرد اپنی معمولی شکل و صورت کی عورت کو گھر سے باہر نکال دیتے ہیں۔

(۴) قدیم زمانہ سے بھی ہندو مستورات پر اور غریب شودروں پر آریہ شاستروں نے بے انصافیوں کا برتاؤ روا رکھا ہوا ہے [redacted] کھلاوے کے طور پر عورت کو کبھی لکشمی کبھی اردھنگی اور [redacted] گھر کی مالکہ کہدینا کچھ بھی اثر نہیں رکھتا۔ جیسا کہ یہ کہاوت بھی ہے کہ۔

There is
No right except right
based on Law.

اور لڑکیوں کو نظرِ حقارت سے دیکھنا۔ دختر کشی۔ ستی کی مذموم رسم اور نرسیدھ وغیرہ یہ سب باتیں ویدک دھرم کی تاریکی کے ثبوت ہیں اور شودروں کو آریہ لوگ ہمیشہ ہی ذلیل اور خواری میں رکھتے رہے ہیں اور جہاں کہیں آریہ لوگوں نے فتح بھی حاصل کی۔ اصلی باشندوں کو وہ بے سروسامان کرکے پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف ہی بھگاتے رہے اور موجودہ شدھی اور اچھوت اودھار کی رو بھی اس خیال سے جاری کی گئی معلوم نہیں ہوتی کہ بیچارے غریبوں کی زندگیاں کچھ بہتر بنجائیں یا کہ وہ اپنے واجب انسانی حقوق کو حاصل کرسکیں۔ بلکہ زیادہ ایسا بھی معلوم ہوتا ہو کہ کہیں یہ شودر لوگ عیسائی اور مسلمان صاحبان میں شامل ہو کر ہمارے مقابل کے دشمن جائیں اُن کی یہ تمام ہمدردی تو ان غریبوں کو خالی مندروں کا درشن کروا دینے اور کنوؤں کا پانی پلا دینے میں ہی ختم نہ ہوجاتی ہے۔

اور مستند آرش گرنتھ منو سمرتی کے اندر بھی بے چاری عورتوں اور غریب شودروں کی حق تلفی کے لئے بہت سے شلوک درج ہیں۔ اس لئے سچائی اور انصاف تقاضا کرتا ہے کہ آریہ پرش سب سے پہلے اپنے ایسے آرش گرنتھوں کی ضروری ترمیم کریں۔ اور بیچارے شودروں اور ابلاؤں کے حقوق کو واضح کردیں اور پھر پیچھے سے شدھی کے کام کو ہاتھ میں لیویں۔ ورنہ موجودہ شدھی نہیں بلکہ یہ اشدھی ہو اور بیچارے غریبوں کو سخت مغالطہ میں ڈالنا اور گمراہ کرنا ہے۔

[redacted] دھرم کا تاریک پہلو صرف اس غرض سے یہاں پر دکھلایا گیا ہے تاکہ آریہ ودوان ضروری غور فرما کر ویدک دھرم کے ایسے اندرونی نقصوں کو جلد دور کرسکیں اور نیز تاکہ دُنیا کے اوپر سے تاریکی گھٹے اور روشنی بڑھے۔

بھگت رام سکرٹری جیوودیا سبھا
چھاؤنی فیروزپور

ضرورت ہے

سی۔ ایم۔ ایس مدرسہ کے لئے چند مدرسوں کی ضرورت ہو جو کہ پرائمری مدرسوں میں تعلیم دے سکیں۔ ضرورت ہے کہ درخواست کنندہ مڈل پاس ہوں۔ مگر ٹرینڈ اُستادوں کی درخواست پر زیادہ غور کی جاویگی۔

المشتہر

پادری ایچ۔ ای کلارک صاحب
مشنری انچارج۔ بٹالہ

برنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کو دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا بپتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر۔

پرنسپل برنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیرنگرانی کردی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے کلاس فیس سرکاری کا تخمیناً متفرق اخراجات کے ڈیڑھ روپیہ ماہوار ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جلد کتاب اعہ سے لالہ تک۔ بردو کو تول عہ سے دعہ تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نورافشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا